خبر و نظر

فروری 2007ء

شائع کردہ سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

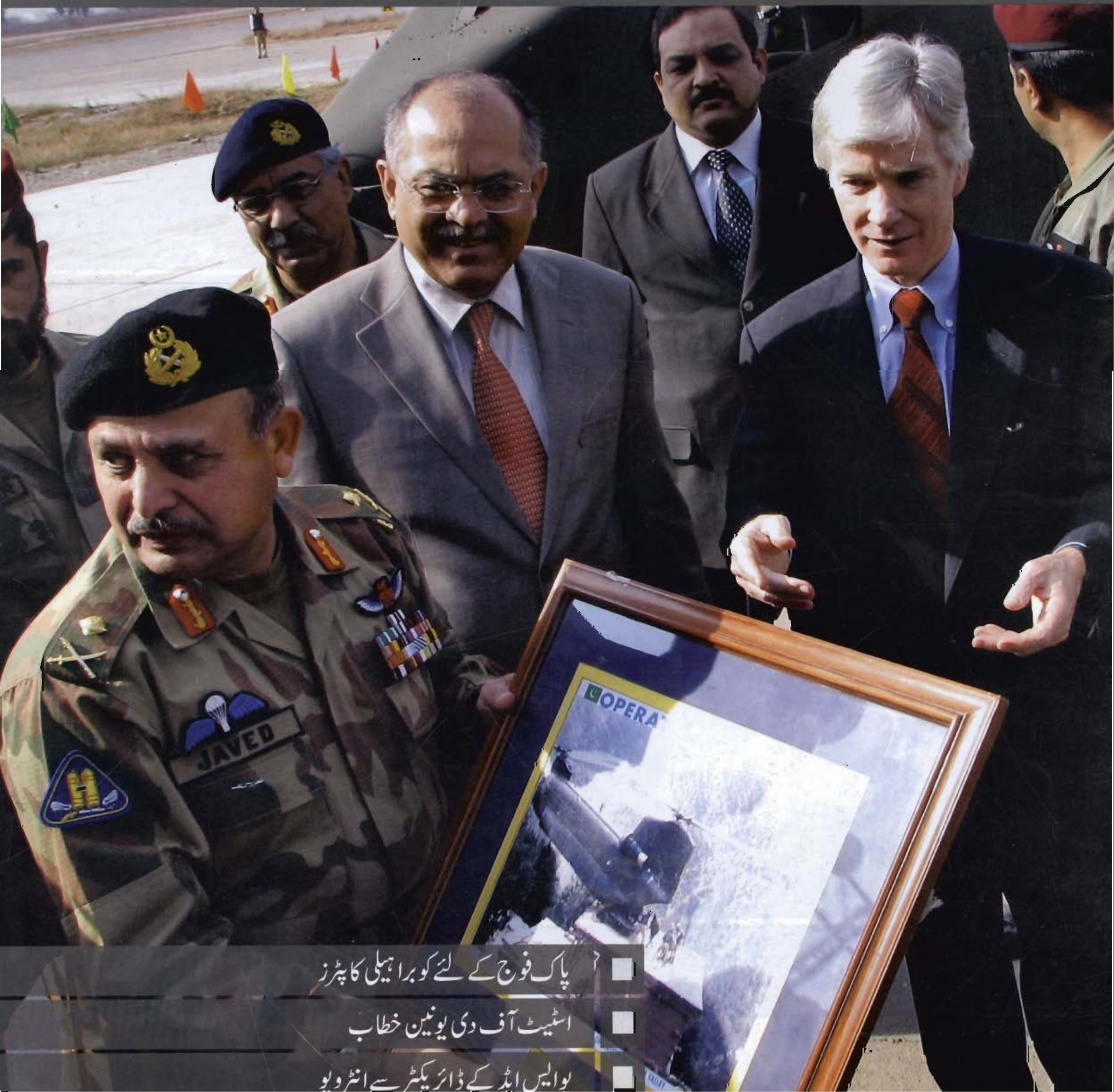

- پاک فوج کے لئے کوبرا ہیلی کاپٹرز
- اسٹیٹ آف دی یونین خطاب
- یو ایس ایڈ کے ڈائریکٹر سے انٹرویو

امریکی کانگریس کا ایک وفد نومنتخب سپیکر نینسی پیلوسی کی زیرِ قیادت راولپنڈی میں صدرِ پاکستان جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کر رہا ہے۔ (فوٹو پی آئی ڈی)

امریکی وزیرِ دفاع رابرٹ گیٹس راولپنڈی میں صدر جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کر رہے ہیں۔ (فوٹو پی آئی ڈی)

خبر و نظر

فروری 2007ء — شمارہ نمبر 2

فہرستِ مضامین

قارئین خبر و نظر کے خطوط — 4

صدر بش کے اسٹیٹ آف دی یونین خطاب سے اقتباسات — 5

یو ایس ایڈ کے مشن ڈائریکٹر جوناتھن ایڈلٹن کا انٹرویو — 6

پاک بحریہ کو امریکی اورین طیارے کی فراہمی — 9

لاہور میں امریکی تاریخ کے کورس کا انعقاد — 10

پشاور یونیورسٹی میں امریکی اعلیٰ تعلیم کے بارے میں مباحثہ — 11

۲۰۰۸ کیلئے ۶۰ افل برائیٹ وظائف کا اعلان — 12

امریکی جدت پسند بھی ہیں اور روایت پسند بھی — 14

فوٹو گیلری — 16

امریکہ کی جانب سے پاک فوج کو آٹھ کوبرا ہیلی کاپٹروں کی فراہمی — 17

امریکی سفارتکار کا فاطمہ جناح یونیورسٹی میں لیکچر — 18

فروری۔ امریکی سیاہ فام باشندوں کی تاریخ کا مہینہ — 19

سفیر امریکہ کا اپنا کانفرنس سے خطاب — 20

ایڈیٹران چیف

الیزبتھ او۔کولٹن

پریس اتاشی

سفارتخانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

شائع کردہ

شعبہ تعلقات عامہ

سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

رمنا-5، ڈپلومیٹک انکلیو، اسلام آباد

فون: 051-2080000 فیکس: 051-2278607

ای میل: infoisb@state.gov

ویب سائٹ: http://islamabad.usembassy.gov

اردو سرورق

آرمی ایوی ایشن کے میجر جنرل جاوید اسلم امریکی سفیر رائن سی کروکر کو شینوک ہیلی کاپٹر کی تصویر پیش کر رہے ہیں جس میں یہ ہیلی کاپٹر ایک زلزلہ زدہ علاقہ میں ایک مکان کی چھت پر امدادی سامان اتار رہا ہے۔

(فوٹو خبر و نظر)

قارئین خبر و نظر کے خطوط

■ امریکہ شناسی

''خبر و نظر'' کے مطالعہ سے امریکہ شناسی میں بیحد مدد ملتی ہے اور عالمی سطح پر امریکہ کی پالیسیوں کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ خاص طور پر پاکستان جیسے ترقی پزیر ملک کے سماجی اور اقتصادی میدان میں امریکہ کی دلچسپی اور عملی تعاون کی بھر پور تصویر ملتی ہے۔ امریکہ میں عید اور زلزلہ زدگان کی امداد اور زلزلہ زدہ علاقوں میں تعمیرِ نو کے سلسلہ میں مضامین لائقِ ستائش ہیں۔ ظاہری تزئین و آرائش، خوبصورت رنگین تصاویر، عمدہ کاغذ، دیدہ زیب طباعت اور متنوع اور وقیع مضامین کے سبب یہ جریدہ باشعور اور تعلیم یافتہ طبقہ میں بیحد مقبولیت کا حامل ہے۔

فدائے اطہر (بہاولپور)

■ تسکین

''خبر و نظر'' کو پاکر ایک لطیف سا احساس ہوا اور پڑھ کر ان جذبات کو تسکین حاصل ہوئی کہ جیسے ہمارے دلوں میں امریکی عوام اور انکی لیڈر شپ کے لیئے محبت ہے، اسی طرح وہ بھی ہم سے محبت کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ تا قیامت یہ محبتیں اسی طرح قائم و دائم رہیں۔ میری جانب سے آپ کو، تمام قارئین کو کرسمس اور نیا سال مبارک ہو۔

ثمینہ اقبال سیمیں (چکوال)

■ منفرد

پچھلے دنوں آپ کا موقر جریدہ ''خبر و نظر'' پریس کلب بھیرہ میں نظر سے گزرا اور پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس سے پیشتر دوسرے کئی ممالک کے جرائد اور معلوماتی لٹریچر پڑھنے کا اتفاق بھی ہوتا رہا ہے لیکن ''خبر و نظر'' کو ان سب سے منفرد پایا۔ مختلف معلوماتی مضامین، پاک امریکہ تعلقات کے بارے میں حقائق اور امریکہ کے بارے میں مختلف النوع معلومات اپنی مثال آپ تھیں۔ ان میں صحافتی زبان کی چاشنی بھی تھی اور معلومات بھی بہت دلچسپ انداز میں قارئین تک پہنچائی گئی تھیں۔ غرضیکہ آپ کا شائع کردہ جریدہ مکمل طور پر پڑھے بغیر نہ چھوڑا۔

امتیاز الٰہی مرزا (بھیرہ)

■ ڈرائنگ روم میں

ایم این اے چوہدری قمر زمان کے ڈرائنگ روم میں آپ کا میگزین دیکھا۔ تحریریں اور گیٹ اپ اچھا لگا۔ اگر ممکن ہو تو ایک اعزازی کاپی ارسال کر دیا کریں تا کہ امریکہ کے بارے میں معلومات ملتی رہیں۔

شاہد جاوید (گجرات)

■ کامیاب

میں ایک کالج میں اردو کا لیکچرار ہوں۔ کل ایک دوست کے ہاں ماہنامہ ''خبر و نظر'' دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یقین جانئے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ہے اور قارئین کو معلومات فراہم کرنے میں کامیاب ہے۔

ممتاز حسین ناروی (سکردو بلتستان)

■ انتظار کی آگ

جن دنوں ''خبر و نظر'' آنا ہوتا ہے انتظار کی آگ دو آتشہ ہو جاتی ہے۔ آرٹ پیپر پر چھپا یہ خوبصورت پرچہ پہلی نظر میں ہی اپنی جانب متوجہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تازہ شمارے میں بھی مضامین با کمال ہیں۔ امریکہ مسلسل زلزلہ زدگان کی مدد کر رہا ہے اور ''خبر و نظر'' بھی متواتر اس کی رپورٹنگ کر رہا ہے۔ یہ خوش آئند بھی ہے اور ساتھ ساتھ حیران کُن بھی کہ امریکہ کس قدر مدد کر رہا ہے۔

سموئیل فضل حبابؔ (بھاولپور)

■ بہترین اقدام

چند ماہ قبل زلزلہ کشمیر میں امدادی سرگرمیوں کے دوران ماہنامہ ''خبر و نظر'' کے چند شمارے گورنمنٹ ڈگری کالج چکار کی لائبریری میں نظروں سے گزرے۔ مختصر مطالعہ کے بعد بڑی خوشی محسوس ہوئی کہ دونوں ملکوں کے عوام کو آپس میں قریب لانے کیلئے یہ بہترین اقدام ہے۔ جنوبی ایشیا میں جمہوریت، آزادی اور قانون کی حکمرانی کے ساتھ ساتھ نفرت، انتہا پسندی اور دہشتگردی کے خلاف امریکی اقدامات قابل تحسین ہیں۔ امریکی انتظامیہ کی جانب سے زلزلہ کشمیر کے متاثرین کی بحالی اور امداد کیلئے کئے گئے ہر ممکنہ تعاون پر شکریہ اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن ناصر (بھاولپور)

■ ٹھوس اور تعمیری

آپ کا خوبصورت اور معلوماتی رسالہ باقاعدگی سے مل رہا ہے جس سے امریکہ کے بارے میں ٹھوس اور تعمیری معلومات مل رہی ہیں۔ حالیہ شمارہ پرنٹنگ کی غلطیوں سے بھرا ہوا تھا۔ چند مضمون تو پڑھے جانے سے قاصر تھے۔ امید ہے آپ اس کوتاہی کو نہیں دہرائیں گے۔ بہر حال اس رسالہ کو اور بھی دلچسپ بنایا جا سکتا ہے۔ مثلاً امریکہ کے نامور مصوروں اور کارٹونسٹ حضرات کے منتخب کارٹون بھی چھاپے جا سکتے ہیں تا کہ ہمیں امریکہ کے تخلیقی کام کا موازنہ کرنے میں بھی آسانی ہو۔

جاوید اقبال کارٹونسٹ (لاہور)

(AP Photo/Larry Downing, Pool)

دہشت گردی کے خلاف **عالمی جنگ**

صدر بش کے
اسٹیٹ آف دی یونین خطاب
2007ء سے اقتباسات

ہم تمام لوگوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ذمہ داری نہیں ہوسکتی کہ ملک کے عوام کو خطرے سے محفوظ رکھا جائے۔ پانچ سال پہلے ہم نے دردناک مناظر دیکھے اور وہ دکھ محسوس کیا، جو دہشت گرد پہنچا سکتے ہیں۔ ہمیں صورتحال کا جائزہ لینے کا موقع ملا ہے اور ہم نے وطن کی حفاظت کے لئے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ گیارہ ستمبر کی صبح کے خوفناک مناظر دہشت گردوں کے عزائم کی ایک ہلکی سی جھلک تھی۔ ہمیں ان دہشت گردوں کا سدباب کرنا ہوگا۔

تصادم کے اسباب کیا ہیں اور اس سے نمٹنے کے لئے ہم نے کیا لائحۂ عمل اختیار کیا، اس پر بحث جاری ہے۔ جب ایک عظیم جمہوری ملک کو عظیم سوالات درپیش ہوتے ہیں تو اس طرح کے بحث مباحثے ضروری ہو جاتے ہیں لیکن ایک سوال طے کرلیا گیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے کے لئے ہمیں دشمن کے سر پر پہنچنا ہوگا۔

شروع سے ہی امریکہ اور اس کے اتحادی جارحانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اپنے عوام کی حفاظت کر رہے ہیں۔ دشمن کو معلوم ہے کہ وہ زمانے گزر گئے، جب اُسے محفوظ ٹھکانے مل جاتے تھے، وہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جا سکتا تھا، اُسے مسلسل پیسہ ملتا رہتا تھا اور آسانی سے جہاں چاہتا، رابطے کر لیتا تھا۔ 9/11 کے بعد دہشت گردوں کی یہ تمام سہولتیں چھن چکی ہیں۔

ہمارے دشمنوں کے ارادے ڈھکے چھپے نہیں۔ وہ اعتدال پسند حکومتوں کا تختہ الٹ کر اپنے لئے ایسے محفوظ ٹھکانے بنانا چاہتے ہیں، جہاں سے امریکہ پر نئے حملے کرنے کے لئے منصوبے تیار کر سکیں۔ امریکی باشندوں کو دہشت زدہ کر کے اور انھیں قتل کر کے وہ ہمیں اس بات پر مجبور کرنا چاہتے ہیں کہ ہم دُنیا بھر سے پسپا ہو جائیں اور آزادی کے نصب العین سے دستبردار ہو جائیں۔ اس طرح وہ اپنی پسند کی رائے مسلط کرنے اور آمرانہ نظریہ عام کرنے میں آزاد ہوں گے۔

آج ہم دہشت گردی کے خلاف جو جنگ لڑ رہے ہیں، اس کا سلسلہ آئندہ نسلوں تک بھی جاری رہے گا اور جب ہم اور آپ اپنی ذمہ داریاں دوسروں کے حوالے کر دیں گے، اس کے بعد بھی طویل عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مل جل کر کام کرنا بہت اہمیت رکھتا ہے تاکہ ہماری قوم کو اس جنگ میں فتح و کامرانی حاصل ہو۔ دونوں پارٹیوں اور دونوں فریقوں کو ایک دوسرے سے قریبی صلاح مشورہ کرتے ہوئے کام کرنا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ مَیں دہشت گردی کے خلاف جنگ کے لئے ایک خصوصی مشاورتی کونسل قائم کرنے کی تجویز پیش کر رہا ہوں، جو دونوں سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے کانگریس کے لیڈروں پر مشتمل ہو۔ ہم امریکہ کو درپیش ہر چیلنج سے نمٹنے کے لئے امریکی موقف کی تیاری کے بارے میں تبادلہ خیال کریں گے۔ ہم بیرون ملک اپنے دشمنوں کو دکھا دیں گے کہ ہم ان کے خلاف فتح حاصل کرنے کے نصب العین کے لئے متحد ہیں۔

امریکیوں کو اعتماد ہونا چاہئے کہ اس جدوجہد کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے.... کیونکہ ہم اس جدوجہد میں تنہا نہیں ہیں۔ ہم نے ایک سفارتی حکمت عملی اپنا رکھی ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ انتہا پسندی کے خلاف جنگ میں پوری دنیا کو اپنے ساتھ شریک کیا جائے۔

یو ایس ایڈ

مقامی اشتراک کاروں کے ساتھ مِل کر کام کر رہا ہے

جوناتھن ایڈلٹن

پاکستان میں یو ایس ایڈ کے مشن ڈائریکٹر جوناتھن ایڈلٹن نے 1985ء میں پاکستان میں یو ایس ایڈ میں بطور اسسٹنٹ پروگرام آفیسر کی حیثیت سے شمولیت اختیار کی۔ وہ یمن، جنوبی افریقہ، وسط ایشیا اور اردن میں پروگرام آفیسر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔قبل ازیں وہ منگولیا میں یو ایس ایڈ کے مشن ڈائریکٹر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ وہ کمبوڈیا میں مشن ڈائریکٹر کے منصب پر بھی کام کر چکے ہیں۔

یو ایس ایڈ میں شمولیت اختیار کرنے سے قبل ایڈلٹن کچھ عرصہ تک عالمی بینک، کارنیگی اینڈومنٹ فار انٹرنیشنل افیئر ز اور یو ایس انفارمیشن ایجنسی کے لئے کام کرتے رہے ہیں۔

ایڈلٹن نے نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی سے صحافت میں بی ایس سی کیا ہے۔انہوں نے ٹفٹس یونیورسٹی میں فلیچر اسکول آف لاء اینڈ ڈپلومیسی سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ہے۔ وہ دو کتابوں Some Far and Distant Place (مطبوعہ یونیورسٹی آف جارجیا پریس) اور Undermining the Cneter (مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس) کے مصنف ہیں اور اُن کے مضامین مختلف تعلیمی اور پیشہ ورانہ جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ جوناتھن ایڈلٹن پاکستان کے شہر مری میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے۔ وہ اردو اور ہندی روانی سے بولتے ہیں۔گزشتہ دنوں "خبر ونظر" نے ان سے یو ایس ایڈ کے منصوبوں اور اُن کی ذاتی زندگی کے حوالے سے بات چیت کی جو نذرِ قارئین ہے۔

یو ایس ایڈ کے مشن ڈائریکٹر کی "خبر ونظر" سے بات چیت

سوال: آپ پاکستان میں پلے بڑھے اور آپ نے زندگی کے ابتدائی ماہ وسال مری کی پر فضا پہاڑیوں پر گزارے۔آپ آج کے مری کو 1960ء کی دھائی کے مری سے کیسے موازنہ کرتے ہیں؟

جواب: مری یقیناً بہت پھیل گیا ہے۔دراصل میں 1957ء کو مری میں کشمیر پوائنٹ کے قریب ایک پہاڑی پر تعمیر گھر روک ایج میں پیدا ہوا۔اس وقت مری ایک چھوٹا اور نسبتاً پرسکون قصبہ تھا۔اب بلاشبہ مری کہیں بڑا ہو چکا ہے اور نہ صرف گرمیوں بلکہ سال بھر کے دوران بے شمار سیاح یہاں آتے ہیں۔ تاہم پھر بھی پہاڑیوں کی جانب نظارے حسین ہیں۔ پاکستان کے بہت سے علاقے بے انتہا خوبصورت ہیں اور وہاں کی مقامی آبادی اور حکومت کو چاہیئے کہ ان مقامات کو نہ صرف برقرار رکھا جائے بلکہ ان کی خوبصورتی بھی برقرار رکھی جائے۔

سوال: پاکستان کی ثقافت اور تہذیب کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ ثقافتی لحاظ سے بڑا ابھر پور ملک ہے اور اس کے رسم ورواج کراچی سے چترال کی وادی اور درہ خیبر تک نہایت متنوع ہیں۔آپ کو یہاں کی کونسی رسم سب سے زیادہ اچھی لگی؟

جواب: اگر چہ میرا زیادہ تر بچپن مری کے ایک بورڈنگ اسکول میں گزرا۔جبکہ میرے والدین بالائی سندھ میں شکار پور میں رہتے تھے جس سے مجھے ملک کے اس حصہ سے آشنا ہونے کا بھی موقع ملا۔بچپن میں، میں اکثر اوقات موئنجوڈارو جاتا تھا جس سے مجھے وادی سندھ کی تہذیب سے دلچسپی پیدا ہوئی۔لڑکپن میں جن دیگر مقامات پر گیا ان میں روہڑی اور سکھر کے قریب دریائے سندھ میں ایک جزیرہ سدھ بیلو شامل ہیں جو اس قدیم دور کی تہذیب کے عکاس ہیں۔

میں پاکستان کے بعض دورافتادہ مقامات کے دوروں کو بھی یاد کرتا ہوں جن میں رانی کوٹ اور کوٹ ڈیجی کے قلعے، بلوچستان سے ملحقہ کیرتھر کے پہاڑی سلسلے، ایک بس کی چھت پر بیٹھ کر درہ خیبر کا سفر اور کوئٹہ کے پس منظر میں بنجر پہاڑ کوہ مردار کی کوہ پیمائی شامل ہیں۔ بلاشبہ پاکستان کے شمالی علاقے خصوصی توجہ کا مرکز ہیں۔ میرے خیال میں چترال اور ہنزہ کی وادیوں کا شمار روئے زمین پر خوبصورت ترین مقامات میں ہوتا رہے گا۔ پاکستان کی جغرافیائی خوبصورت سے قطع نظر یہاں کی متنوع ثقافت بھی متاثر کن ہے اور پاکستان کے بطور ایک ملک پرکشش پہلوؤں کی عکاس ہے۔

سوال: آپ اردو بول اور پڑھ سکتے ہیں۔کیا کبھی آپ کو اردو ادب پڑھنے بالخصوص شاعری اور افسانے پڑھے ہیں؟ اگر پڑھے ہیں تو آپ اس کا امریکی ادب سے کیسے تقابلی جائزہ لیں گے؟

جواب: میں نے باقاعدہ رسمی طور پر تو اردو ادب کا مطالعہ نہیں کیا۔تاہم میں نے برسوں تک اردو شاعری کو نہایت دلچسپی سے پڑھا ہے۔فیض احمد فیض کی بعض نظمیں نہایت متاثر کن اور زبردست ہیں۔انہوں نے غالباً ہر موقع کیلئے اشعار کہے ہیں۔ مجھے 1980ء کی دھائی کے اوائل میں فیض

فیض احمد فیض کی نظمیں متاثر کن اور زبردست ہیں

صاحب سے کئی ملاقاتوں کا بھی شرف ملا ہے جب میں امریکہ میں یونیورسٹی میں تھا اور میں نے بوسٹن میں ان کے ایک مشاعرہ میں بھی شرکت کی تھی۔ قدیم اردو شاعر زیادہ مشکل ہیں خاص طور پر جب وہ مشکل فارسی تراکیب استعمال کرتے ہیں۔ پھر بھی میں کبھی کبھار غالب اور میر تقی میر جیسے شعراء کی غزلیں پڑھ لیتا ہوں جن کی شاعری حیران کن طور پر آج کے دور کی لگتی ہے۔

سوال: انسانی تاریخ میں پاکستان نسبتاً ایک نووارد ملک ہے اور 1947ء میں معرض وجود میں آیا۔ کسی نے اس سے قبل یہ نام کبھی نہیں سنا تھا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ بھی ایک نئی دنیا ہے اور خاصی تاخیر سے دریافت ہوئی تھی۔ بطور ایک امریکی آپ پاکستانی اور امریکی طرز زندگی کا کیسے موازنہ کریں گے؟

جواب: اگرچہ میں نے اپنی زندگی کے اہم ماہ وسال پاکستان میں بسر کئے ہیں، میرا خاندان امریکہ کے جنوبی حصہ میں وسطی جارجیا میں مقیم ہے، جس کی اپنی ایک منفرد اور دلچسپ تاریخ اور ثقافت ہے۔ یہاں میں پھر یہ کہوں گا کہ ان میں مماثلت حیران کن ہے۔ مثال کے طور پر میرے والد تیرہ بہن بھائی تھے۔ وہ 1930ء کے عشرہ میں ایک بڑھئی اور ایک کاشتکار کے بیٹے کی حیثیت سے دیہی ماحول میں پلے بڑھے جو آج کے پاکستان کے بعض علاقوں کے ماحول سے زیادہ مختلف نہیں تھا۔

جنوبی ثقافت کے بعض دوسرے پہلو بھی پاکستان سے ملتے جلتے ہیں: جن میں خاندان کو نہایت اہمیت دینا اور ان کی زندگیوں میں مذہب کا کردار بھی شامل ہے جو کمیونٹی میں یکجائی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ یہ اتفاق کی بات ہے مجھے بھی لوک موسیقی اچھی لگتی ہے جس میں زندگی، مذہب، محبت اور خاندان کی اہمیت اجاگر کی جاتی ہے اور یہی موضوعات عام طور پر پاکستانی موسیقی میں بھی پائے جاتے ہیں۔ میرے شیلف پر غالباً دو سی ڈیز رکھی ہیں جو میں اکثر سنتا ہوں۔ جن میں سے جونی کیش اور دوسری نصرت فتح علی خان کی ہے۔

سوال: یوایس ایڈ پاکستان میں قانون سازی کے عمل کے استحکام کے ایک منصوبہ کیلئے مالی امداد فراہم کر رہا ہے۔ موجودہ قومی وصوبائی اسمبلیوں کے ارکان گریجویٹ ہیں اور اسمبلیوں اور اپنے حلقوں کے بارے میں ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان اعلیٰ تعلیم یافتہ ارکان اسمبلی کو قانون سازی کے عمل اور حکمرانی کے بارے میں مزید تعلیم کی ضرورت ہے؟

جواب: قانون سازی کے عمل کے متعلق بین الاقوامی تجربہ ہمیشہ کارآمد ہوتا ہے۔ امریکہ میں ارکان کانگریس کو ایسے معاملات کے متعلق اپنے فہم کو بڑھانے کیلئے مواقع دستیاب ہوتے ہیں جو ہر وقت عوام سے متعلق ہوں۔ ہم پاکستان میں اس تجربہ کو شیئر کرنا چاہیں گے۔ درحقیقت جمہوریت کے میدان میں ہمارے اپنے پروگرام قومی وصوبائی اسمبلیوں میں کام کرنے اور ارکان اسمبلیوں کی معاونت کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کمیٹیوں میں جن میں وہ کام کرتے ہیں کیلئے نوجوان پاکستانیوں کے انٹرن شپس پروگرام شروع کرنے میں معاون ثابت ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ، ہم پاکستان میں مقننہ کے شعبہ کو انٹرنیٹ تک رسائی اور عوام کے حوالے سے پالیسی امور میں وسیع تر تجزیے کے ذریعہ مستحکم کر رہے ہیں۔

سوال: امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یوایس ایڈ) پاکستان میں تعلیم کی بہتری کیلئے ترقیاتی امداد فراہم کر رہا ہے۔ کیا آپ ملک کے پس ماندہ اور دوردراز کے علاقوں میں جاری کاموں اور منصوبوں پر روشنی ڈالیں گے؟

جواب: بنیادی تعلیم ایسی اساس ہے جس پر تمام معاشرہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ یوایس ایڈ پاکستان میں اپنے قومی اور صوبائی اشتراک کاروں کے ساتھ مل کر درس وتدریس کو مستحکم کرنے، معیار کو بلند کرنے اور اسکولوں کے انتظام وانصرام میں والدین اور مقامی آبادی کی شرکت کے فروغ کیلئے کام کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر یوایس ایڈ نے گزشتہ تین برسوں کے دوران پچاس ہزار اساتذہ کی تربیت میں مدد دی اور نو ہزار والدین واساتذہ کی تنظیموں کی اعانت کی۔ یہ پروگرام صرف سرکاری اسکولوں کیلئے ہیں اور متعدد علاقوں میں خصوصی طور پر توجہ دی جارہی ہے جن میں سندھ اور بلوچستان کے بعض منتخب اضلاع شامل ہیں۔ ہم وفاق کے زیراہتمام قبائلی علاقوں فاٹا میں 65 اسکول تعمیر

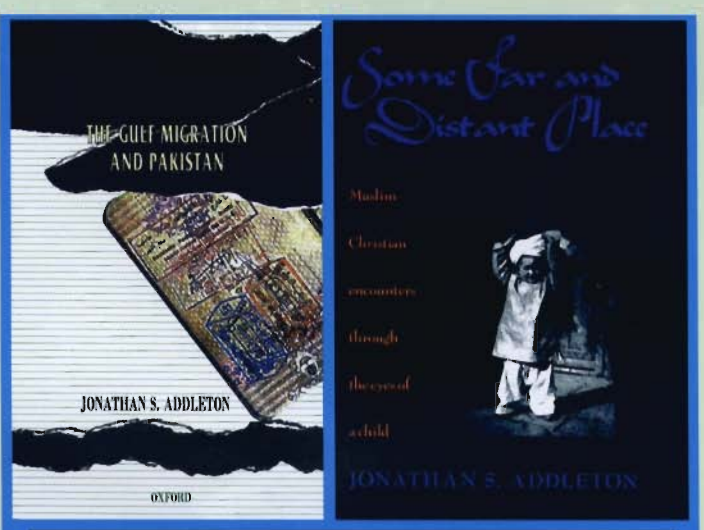

یو ایس ایڈ کے مشن ڈائریکٹر جوناتھن ایڈلٹن کے تحریر کردہ کتاب کے سرورق کا عکس (فوٹو خبر و نظر)

کر رہے ہیں اور ان علاقوں میں کام کرنے والے اساتذہ کو وظائف فراہم کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ، یو ایس ایڈ وزیر تعلیم کے ساتھ مل کر اسلام آباد میں اور اس کے اردگرد شہری و دیہی علاقوں میں سرکاری اسکولوں کے مستحکم کرنے کیلئے کام کر رہا ہے۔

سوال: دیہی علاقوں اور چھوٹے قصبوں اور شہروں میں بیشتر لوگوں کو صحت عامہ کی سہولیات میسر نہیں ہیں۔ خاص طور پر عورتیں اور بچے وبائی امراض سے متاثر ہونے کے خطرات سے زیادہ دوچار ہوتے ہیں۔ یو ایس ایڈ اس سلسلہ میں پاکستان میں کیا کر رہا ہے؟

جواب: گزشتہ سال یو ایس ایڈ نے پاکستان میں صحت کے شعبہ میں لگ بھگ 45 ملین ڈالر فراہم کئے ہیں۔ یہاں میں پھر کہوں گا کہ ہم وفاقی اور صوبائی سطح پر اپنے اشتراک کاروں کے ساتھ مل جل کر کام کر رہے ہیں خاص طور پر پاکستان کے چاروں صوبوں کے منتخب اضلاع میں عورتوں اور بچوں کی صحت کو بہتر بنانے پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر حکومت پاکستان نے دس ہزار دائیوں کو تربیت دینے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ یو ایس ایڈ ان میں سے دو ہزار دائیوں کو تربیت دے گا جن میں سے پانچ سو کی اٹھارہ ماہ کی تربیت شروع ہو چکی ہے۔ فاٹا سیکریٹریٹ کے ساتھ مل کر ہم ملک کے اس دور افتادہ علاقہ میں ماؤں اور نوزائیدہ بچوں کو طبی سہولیات فراہم کرنے کا منصوبہ بھی شروع کیا ہے۔

سوال: پاکستان ایک تیزی سے پھلتی پھولتی معیشت والا ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ تاہم اقتصادی ترقی اور کے اثرات عام آدمی تک پہنچتے نہیں نظر آ رہے۔ آپ کے خیال میں حکومت پاکستان کو عوام کو بنیادی ضروریات فراہم کرنے کیلئے کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

جواب: اقتصادی ترقی کا مطلب مزید روزگار بھی ہونا چاہیئے۔ ایک تیزی سے مسابقت کی جانب گامزن دنیا میں تربیت یافتہ افرادی قوت جزو لاینفک ہے۔ اس حوالے سے ایک ملک کی اپنی نئی نسل کو تعلیم دینے اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے کی صلاحیت میں واضح تعلق ہے جو ان بچوں کو ورثہ میں ملے گا جب وہ جوان ہوں گے۔ جہاں تک اقتصادی ترقی کا تعلق ہے یو ایس ایڈ کے پروگرام میں چھ شعبوں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے جہاں پاکستان کو بین الاقوامی مسابقت کیلئے تیار ہونا چاہیئے۔ ان میں ڈیری، ہارٹیکلچر، قیمتی پتھر اور زیورات، سنگ مرمر اور گرینائیٹ، فرنیچر اور آلات جراحی شامل ہیں۔ اس امداد سے پاکستان کی برآمدات میں اضافہ ہو رہا ہے اور ملک میں روزگار کے نئے مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ، یو ایس ایڈ پاکستان میں مائیکروفنانس کو بھی فروغ دینے میں کردار ادا کر رہا ہے اور ملک بھر میں چھوٹے اور درمیانہ درجہ کے کاروباروں کو 45 ملین ڈالر مالیت کے قرضے فراہم کرنے میں اعانت کر رہا ہے۔

سوال: 1990ء کے عشرہ میں یو ایس ایڈ نے پاکستان میں اپنا کام اچانک بند کر دیا تھا۔ کیا مستقبل میں ایسا کوئی غیر متوقع اقدام ہو سکتا ہے؟

جواب: یو ایس ایڈ کو سالانہ بجٹ کانگریس کی جانب سے فراہم کیا جاتا ہے۔ 1990ء کی دھائی میں پریسلر ترمیم کی وجہ سے اسلام آباد میں یو ایس ایڈ کا مشن بند ہوا تھا تاہم اس پورے عرصہ میں یو ایس ایڈ کی جانب سے غیر سرکاری تنظیموں کو صحت اور دیگر شعبوں میں امداد کا سلسلہ جاری رہا۔ جہاں تک موجودہ صورت حال ہے تو نئی کانگریس میں اس بات پر واضح طور پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ پاکستان اور امریکہ کے مابین تعلقات اہم ہیں اور اقتصادی اور ترقیاتی معاملات ہمارے جاری اشتراک کار کا اہم حصہ ہیں۔

سوال: یو ایس ایڈ پاکستان کے لوگوں کے لئے بہت کام کر رہا ہے۔ مگر امریکی خارجہ پالیسی کے چند نکات یہاں پر موجود مقبول عوامی جذبات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں یو ایس ایڈ کی جانب سے کئے جانے والے تمام اچھے کام ان پالیسیوں کی بدولت اپنا اثر قائم نہیں رکھ پا رہے ہیں؟

جواب: میں ایک امدادی کارکن ہوں کوئی سیاست دان نہیں ہوں۔ اگر ہم پاکستان کی نصف صدی سے زیادہ تاریخ کا مطالعہ کریں تو میں یہ کہوں گا کہ امریکہ اور پاکستان کے درمیان ترقیاتی اشتراک کار مفید اور اہم رہا ہے حتیٰ کہ اس وقت بھی جب دیگر معاملات پر وقتاً فوقتاً دونوں کے درمیان اختلافات ابھرتے رہے۔ اگر صرف ایک مثال لیں تو یو ایس ایڈ نے 1960ء کے عشرہ کے اواخر میں اور 1970ء کی دھائی میں پاکستان میں سبز انقلاب لانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان برسوں میں بہت سے تشکیک پسند لوگوں کا یہ خیال تھا کہ پاکستان خوراک کے معاملہ میں کبھی خودکفیل نہیں ہو سکے گا۔ اب پاکستان باقاعدگی سے اپنی چاول اور گندم کی ضروریات پوری کرتا ہے اور بعض اوقات ان اجناس کو برآمد بھی کرتا ہے۔

ابھی حال ہی میں زلزلہ سے نمٹنے کی کوششوں سے گہری انسانی ہمدردی کا اظہار ہوا جو سیاست سے بالا جذبہ تھا۔ اس کہانی ایک ایک حصہ امریکی چینوک ہیلی کاپٹروں کی فوری آمد تھا جس کے باعث تاریخ کے سب سے بڑے ہیلی کاپٹر آپریشن کی راہ ہموار ہوئی جس میں ان گنت جانوں کو بچایا گیا اور ایک حصہ یو ایس ایڈ کی مالی اعانت سے غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ علاقہ بھر میں فوری ہنگامی امداد کی فراہمی تھی۔ یہ کہانی ابھی جاری ہے اور ہم 200 ملین ڈالر سے تعمیر نو کا پروگرام کے ذریعہ آزاد کشمیر اور صوبہ سرحد کے زلزلہ زدہ اداروں میں آئندہ چار سالوں میں 200 اسکول اور 60 صحت کے مراکز از سر نو تعمیر کریں گے۔ اس منصوبہ کا نظریہ ہے پہلے سے بہتر تعمیر اور اس سلسلہ میں یو ایس ایڈ کی مالی اعانت تعمیر ہونے والے اسکول کا وزیر اعظم شوکت عزیز نے مانسہرہ میں ڈاڈر کے مقام پر اکتوبر 2006ء میں افتتاح کیا جو دونوں ملکوں کے درمیان جاری تعمیراتی اشتراک کو ایک غیر معمولی خراج تحسین ہے۔

(فوٹو خبر و نظر)

امریکہ کی جانب سے پاک بحریہ کو

پی تھری سی طیارہ کی فراہمی

امریکہ نے کراچی میں 18 جنوری کو دشمن کے ٹھکانوں کا پتہ چلانے والا پہلا پی ۔تھری سی اورین طیارہ پاک بحریہ کے حوالے کیا۔ کراچی میں امریکہ کی قائم مقام قونصل جنرل کے اینسکی نے طیارے کی دستاویز پاک بحریہ کے کمانڈر ندیم قریشی کو پیش کیں۔

قونصل جنرل کے اینسکی نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ اور پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مضبوط اتحادی ہیں اور پاک بحریہ کے بیڑے میں پی تھری سی طیارہ کی شمولیت اس قریبی تعلق کی غماز ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس طیارہ سے پاکستان کی دفاعی صلاحیتیں بہتر ہوں گی اور اُن میں اضافہ ہوگا۔

پاک بحریہ کے چیف آف نیول اسٹاف وائس ایڈمرل محمد ہارون نے پاک امریکی مستحکم تعلقات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اورین طیارہ جسے دشمن کے ٹھکانے پتہ چلانے، آبدوزوں اور بحریہ جہازوں کو تباہ کرنے کیلئے تیار کیا گیا ہے مستقل باہمی تعاون کا حقیقی آئینہ دار ہے۔

انہوں نے کہا کہ پی تھری سی طیارہ کی شمولیت سے پاک بحریہ کی قوت میں اضافہ ہوگا اور بحیرہ عرب کے شمال میں نگرانی کی صلاحیت بھی بڑھے گی۔

پی تھری سی اورین چار انجن کا حامل جدید طیارہ تمام موسموں میں قابل استعمال ہے اور بنیادی طور پر دشمنوں کے ٹھکانوں کا پتہ چلانے کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ ہتھیار لے جانے کی غیر معمولی صلاحیت سے لیس ہونے کے باعث پی تھری سی "ایئر بورن ڈِسٹرائر" کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

(فوٹو خبر و نظر)

(فوٹو خبر و نظر)

لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے پرنسپل آفیسر برائن ہنٹ اور شعبہء امور عام کی آفیسر کیتھلین ہیگن قائداعظم لائبریری میں امریکی تاریخ کے کورس کے شرکاء کے ہمراہ (فوٹو خبر و نظر)

لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے زیر اہتمام

امریکی تاریخ

کے کورس کا انعقاد

لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے زیراہتمام امریکی تاریخ کے ایک جائزہ پر مبنی 5 روزہ کورس یکم دسمبر 2006ء کو اختتام پذیر ہوا۔ ایک سو سے زیادہ یونیورسٹی کی سطح کے طالب علم جن میں بیشتر مستقبل میں سرکاری افسر بننے کے خواہاں ہیں نے قائداعظم لائبریری میں منعقد ہونے والے اس کورس میں شرکت کی۔ امریکی قونصل خانہ کے پرنسپل آفیسر برائن ہنٹ نے کورس کے اختتام پر شرکاء میں اسناد تقسیم کیں۔

کورس کے شرکاء کو امریکہ کی بطور سلطنت برطانیہ کی ایک باجگزار ریاست سے لے کر اس کے جمہوری اداروں کی ارتقاء، خانہ جنگی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک بڑی طاقت کی حیثیت سے نمودار ہونے کے بارے میں عہد بہ عہد بتایا گیا۔ لیکچرز کا اختتام امریکی سفارتی تاریخ اور عصر حاضر خصوصاً جنوبی ایشیاء میں امریکہ کے کردار کے بارے میں بحث و مباحثہ پر ہوا۔

ممتاز پاکستانی اسکالرز ڈاکٹر حسن عسکری رضوی، ڈاکٹر عارفہ سیدہ زہرا اور پروفیسر سجاد نصیر نے اپنے لیکچرز میں امریکی تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے جن افسران نے لیکچرز دیئے اُن میں پرنسپل آفیسر برائن ہنٹ افسر اُمورِ عامہ کیتھلین اِیگن، پولیٹیکل آفیسر ڈاکٹر امانڈا اپلز اور علاقائی امور کے افسر بِل شنگلٹن شامل ہیں۔

اس کورس کا بنیادی مقصد پاکستانی طالب علموں کو ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تاریخ سے اجمالی طور پر روشناس کرانا تھا۔ یہ کورس 1988ء سے لگ بھگ ہر سال منعقد کرایا جاتا ہے۔

(فوٹو خبر ونظر)

پشاور یونیورسٹی میں امریکی اعلیٰ تعلیم کے بارے میں مباحثہ

پشاور میں امریکی قونصل خانہ میں شعبہ امور عامہ کے افسر مائیکل ایبل نے 6 فروری 2007 کو پشاور یونیورسٹی میں واقع لنکن کارنر میں ایک مباحثہ سے خطاب کیا جس کا موضوع تھا "امریکی اعلیٰ تعلیم ۔ آپ کہاں جاسکتے ہیں؟ آپ کیا پڑھ سکتے ہیں؟ اور کیسے داخلہ لے سکتے ہیں؟

لگ بھگ 80 طالب علموں اور اساتذہ نے اس غیر رسمی مباحثہ میں شرکت کی۔ گفتگو میں امریکہ میں مختلف اعلیٰ تعلیمی اداروں اور ڈگریوں کی اقسام کے بارے میں بتایا گیا اور مناسب اسکول تلاش کرنے اور مقابلتاً بہتر درخواست تیار کرنے کے متعلق مفید مشورے دیئے گئے۔

مائیکل ایبل نے طالب علموں کو نصیحت کی کہ وہ پشاور یونیورسٹی میں واقع لنکن کارنر کو استعمال کرتے ہوئے آن لائن وسائل سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی ضرورت کے مطابق یونیورسٹیوں کو تلاش کریں اور مالی امداد کیلئے بھی ماخذ ڈھونڈیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ پاکستان میں دنیا بھر کے سب سے بڑے دوطرفہ فل برائیٹ پروگرام کو چلا رہا ہے تاہم مختلف یونیورسٹیوں کی جانب سے بھی مالی امداد دستیاب ہے۔

سوال وجواب کے ایک طویل سیشن کے دوران طالب علموں نے معیاری امتحانات، ویزہ اور امریکہ میں زندگی کے بارے میں سوالات کئے۔ اس سوال کے جواب میں کہ امریکہ غیر ملکی طالب علموں کو کیوں بلانا چاہتا ہے، مائیکل ایبل نے کہا کہ کمرۂ جماعت میں غیر ملکی طالب علموں کی موجودگی سے بحث ومباحثہ اور دیگر غیر نصابی سرگرمیوں زیادہ بھرپور ہو جاتی ہیں۔ اس لئے امریکہ پاکستان اور دنیا بھر سے طالب علموں کو خوش آمدید کہتا ہے۔

امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے کے خواہاں طالب علم ایجوکیشن یو ایس اے کی ویب سائٹ www.useducation.com.pk کا مطالعہ کریں یا پاکستان میں تین لنکن کارنرز جو پشاور یونیورسٹی، اسلام آباد میں اسلامی یونیورسٹی اور کراچی میں رنگون والا میں واقع ہیں سے رجوع کریں۔

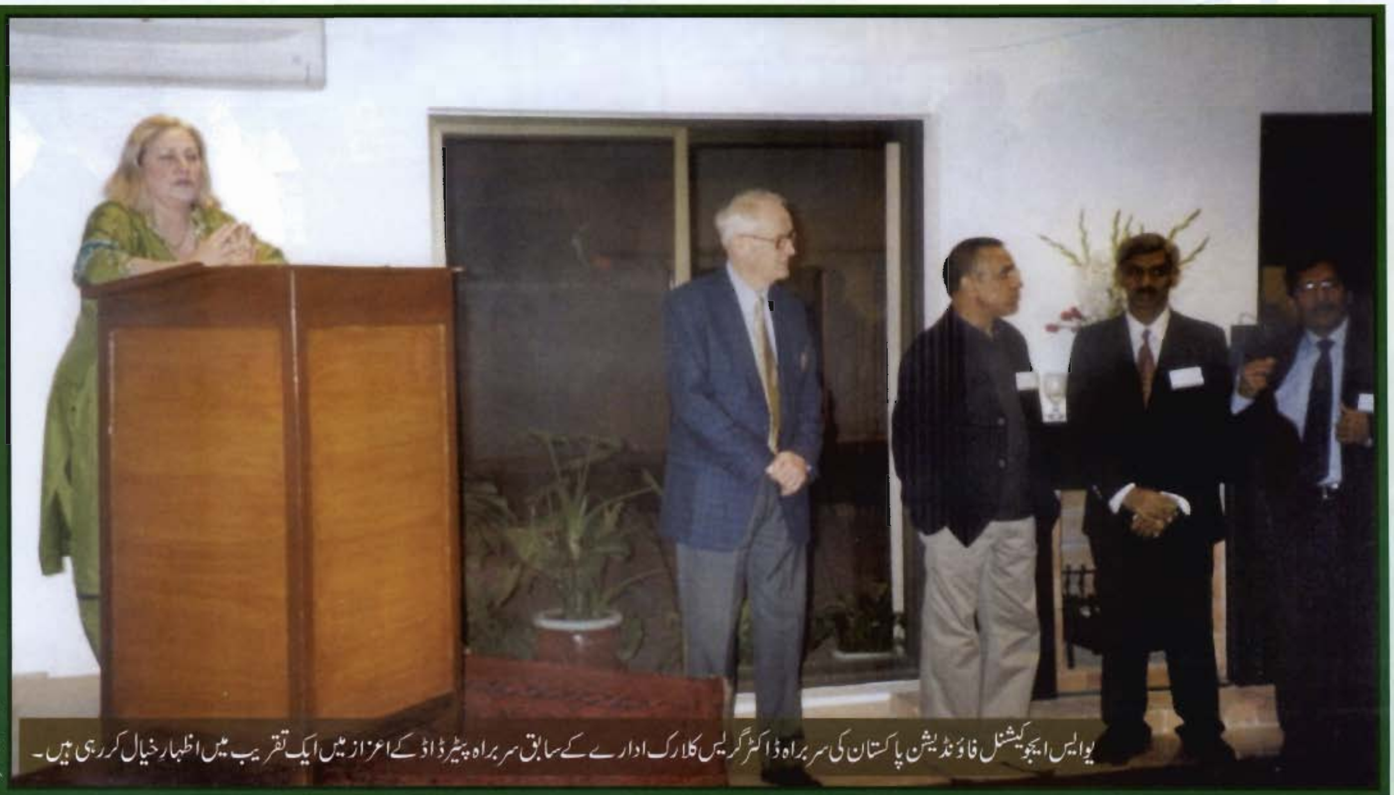

یوایس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن پاکستان کی سربراہ ڈاکٹر گریس کلارک ادارے کے سابق سربراہ پیٹر ڈاڈ کے اعزاز میں ایک تقریب میں اظہارِ خیال کر رہی ہیں۔

(فوٹو: خبرونظر)

2008ء کیلئے 160 FULBRIGHT وظائف کا اعلان

یونائیٹڈ اسٹیٹس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن اِن پاکستان نے اتوار 5 فروری کو آئندہ سال 2008ء کیلئے فل برائیٹ ایڈوانسڈ ڈگری کے وظائف کیلئے درخواستیں موصول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ امسال پاکستان میں فل برائیٹ پروگرام کے تحت ماسٹر ڈگری اور پی ایچ ڈی ڈگری کے 160 وظائف دیئے جائیں گے۔

پاکستان میں امریکہ کے سفیر رائن سی کروکر نے کہا ہے کہ حکومت امریکہ کو پاکستان میں فل برائیٹ کمیشن اور یونائیٹڈ اسٹیٹس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن ان پاکستان کی کارکردگی پر فخر ہے جو طویل عرصہ سے نہایت دیانت داری کے ساتھ کھلے مقابلہ کے ذریعہ بہترین امیدواروں کے چناؤ میں مصروف عمل ہیں۔

پاکستان میں فل برائیٹ اسکالرشپس پروگرام دنیا کے 141 فل برائیٹ پروگراموں میں اپنی نوعیت کا سب سے بڑا پروگرام ہے جو امریکہ میں منظور شدہ جامعات میں ٹیوشن فیس کے ساتھ ساتھ درسی کتابوں، ہوائی جہاز کا کرایہ، روزمرہ کے اخراجات اور صحت کے بیمہ کیلئے مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ یوایس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن ان پاکستان ویزہ کے حصول میں بھی مدد دیتا ہے۔

پاکستان میں یوایس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن ان پاکستان کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر گریس کلارک نے کہا ہے کہ فل برائیٹ پروگرام حکومت امریکہ کی مالی اعانت سے چلنے والے تمام تعلیمی اور تبادلہ پروگراموں میں سب سے بڑا پروگرام ہے۔ انہوں نے کہا کہ فل برائیٹ پروگراموں کا مقصد دنیا بھر میں امریکہ کے عوام اور دوسرے ملکوں کے لوگوں کے درمیان باہمی مفاہمت کو فروغ دینا ہے۔

خواتین، اقلیتیں اور بلوچستان، سندھ، سرحد، فاٹا اور شمالی علاقوں سے تعلق رکھنے

امریکی سفارتخانہ کے
ڈپٹی چیف آف مشن پیٹر بوڈی
(دائیں جانب) بھی تقریب میں شریک ہیں

والے طالب علموں کی ان وظائف کیلئے خصوصی طور پر حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ جو لوگ ڈگری پروگراموں کیلئے فل برائیٹ گرانٹس کے حصول کے خواہاں ہیں وہ فوری طور پر جی آر ای اور ٹوفل کے امتحانات کیلئے خود کو رجسٹر کرائیں کیونکہ یہ درخواست جمع کرانے کیلئے ضروری ہیں۔

طالب علم ماسٹر اور پی ایچ ڈی پروگرام کیلئے درخواست دے سکتے ہیں۔ ماسٹر پروگرام کیلئے مالی اعانت یو ایس ایڈ فراہم کرتا ہے۔ فل برائیٹ /یو ایس ایڈ ماسٹر پروگرام امریکہ میں ماسٹرز ڈگری کیلئے گریجویٹ کی تعلیم کی دو سال کی تعلیم کیلئے وظیفہ فراہم کرتا ہے۔ تمام مضامین کیلئے کلینکل میڈیکل کے شعبوں کے استثنیٰ کے ساتھ درخواستیں دی جاسکتی ہیں۔ ماسٹر ڈگری کیلئے لگ بھگ 100 وظائف دیئے جائیں گے۔ ماسٹرز پروگرام کے درخواست گزاروں کیلئے رسمی تعلیم کے 16 سال کی مکمل تعلیم درکار ہے۔

حکومت پاکستان کا ہائیر ایجوکیشن کمیشن اور یو ایس ایڈ فل برائیٹ /ایچ ای سی/ یو ایس ای پی ایچ ڈی پروگرام کیلئے فنڈز فراہم کرتے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت چار سال تک کی تعلیم کیلئے امداد فراہم کی جاتی ہے اور اس میں اطلاقی سائنسز، زراعت، صحت، معاشیات، علم التعلیم اور اقتصادی ترقی کے مضامین کو خصوصی ترجیح دی جاتی ہے۔ ایسے تقریباً 50 وظائف دیئے جائیں گے۔

دس دیگر وظائف پی ایچ ڈی کی چار سال کی تعلیم کیلئے امریکی محکمہ خارجہ کی مالی اعانت سے فل برائیٹ ریگولر اسٹوڈنٹ پروگرام کے تحت دیئے جائیں گے۔ اس پروگرام میں آرٹس اور سماجی علوم کے مضامین شامل ہیں۔ کلینکل میڈیکل شعبوں کے استثنیٰ کے ساتھ تمام مضامین میں پی ایچ ڈی کے دونوں پروگراموں کیلئے درخواست دی جاسکتی ہے۔ پی ایچ ڈی پروگراموں کیلئے 18 سال کی رسمی تعلیم مکمل کرنا ضروری ہے۔

یو ایس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن ان پاکستان دوملکی کمیشن ہے اور اس کا نصب العین پاکستان اور امریکہ کے عوام کے مابین تعلیمی تبادلوں کے پروگراموں کے ذریعہ باہمی مفاہمت کو فروغ دینا ہے۔ فاؤنڈیشن کے پروگراموں میں امریکہ اور پاکستان میں اعلیٰ تعلیمی تجربہ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

امریکہ اور پاکستان کی دوہری شہریت رکھنے والے اور وہ لوگ جن کے شریک حیات، والدین، منگیتر یا 18 سال سے زیادہ عمر کے بچے اگر امریکی شہری ہیں یا مستقل طور پر امریکہ میں رہائش پزیر ہیں ان وظائف کیلئے نااہل ہیں۔ فل برائیٹ ادارہ یا امریکی محکمہ خارجہ کے ملازمین، ان کے شریک حیات، منگیتر، بہن بھائی، زیر کفالت افراد، بچے اور والدین بھی ان وظائف کیلئے نااہل ہیں۔ علاوہ ازیں یو ایس ایڈ کے ملازمین، ان کے شریک حیات، منگیتر، بہن بھائی، زیر کفالت افراد، بچے اور والدین بھی یو ایس ایڈ کے ماسٹرز ڈگری اور اسی طرح یو ایس ایڈ اور ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے ملازمین، ان کے شریک حیات، منگیتر، بہن بھائی، زیر کفالت افراد، بچے اور والدین بھی ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے پی ایچ ڈی پروگرام کیلئے نااہل ہیں۔

ان پروگراموں اور امتحانات اور مشاورتی خدمات کے بارے میں مزید معلومات کیلئے یو ایس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن ان پاکستان کی ویب سائٹ www.usefpakistan.org یا یو ایس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن ان پاکستان پوسٹ بکس نمبر 1128، اسلام آباد کو تحریر کریں۔

تقریب میں فل برائیٹ اور ہمفری اسکالرشپس کے سابق طالبعلم

امریکہ کے لوگ جدت پسند بھی ہیں اور روایت پسند بھی

تحریر: طیبہ اکرام

یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ مجھے انٹرنیشنل وزیٹرلیڈرشپ پروگرام (IVLP) کے تحت امریکہ کے اپنے دورے کے تاثرات لکھنے کا موقع مل رہا ہے۔ درس وتدریس کا شوق مجھے آباؤاجداد سے ورثے میں ملا ہے۔ بیرون ملک میرے پہلے مطالعاتی دورے نے مجھے اور زیادہ عملی انداز میں تربیت دی ہے۔

بیرون ملک پاکستان کی نمائندگی کرنے کا میرا خواب اس وقت پورا ہوا، جب میں 3 اکتوبر 2005ء کو واشنگٹن کے ڈیلس ایئر پورٹ پر اتری۔ سال 2005ء کا IVLP پروگرام امریکہ کی خارجہ پالیسی پر مرکوز تھا، جسے اِستمبر کے واقعے کے تناظر میں سمجھنا اور پرکھنا تھا۔ میں 18 ملکوں کے گروپ میں پاکستان کی نمائندگی کر رہی تھی۔ پروگرام حسب روایت واشنگٹن ڈی سی سے شروع ہوا۔ 'جارج واشنگٹن یونیورسٹی ان' میری پہلی منزل تھی۔ پروگرام کا انتظام میریڈین انٹرنیشنل کے سپرد تھا اس کمپنی کے نمائندے کے ساتھ 'یونیورسٹی ان' کی طرف سفر خوشگوار اور دلچسپ رہا۔ اس طرح بیرونی دنیا دیکھنے کا میرا پہلا تجربہ شروع ہوا۔

■ پیشہ ورانہ رابطے

امریکہ کے محکمہ خارجہ، محکمہ دفاع، سینیٹ اور ایوان نمائندگان میں ہمارے لئے جن ملاقاتوں کا انتظام کیا گیا ان کی بدولت امریکہ کے سیاسی نظام کا امیج اب میرے ذہن میں بالکل واضح ہو چکا ہے۔ امریکہ نے دنیا میں عظیم طاقت بن کر جو مقام حاصل کیا ہے وہ ان اداروں کی کارکردگی اور صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ محکمہ خارجہ ایک ایسا مرکز ہے جہاں بیوروز اور ریجنز کے ذریعے پوری دنیا سے رابطے قائم ہیں۔ محکمہ دفاع کی غلام گردشوں میں امریکہ کے فوجی اتحادوں اور 9/11 کے بارے میں بڑے موثر انداز میں معلومات ملتی اگرچہ 9/11 کے حملے میں ہلاک شدگان کی یاد میں محکمہ دفاع نے جو یادگار قائم کی ہے اسے دیکھ کر دل بوجھل ہو جاتا ہے لیکن محکمے کا انتظامی ڈھانچہ دیکھ کر، جو بہت وسیع ہے ملک کی فوجی طاقت وعظمت کا احساس بھی ہوتا ہے۔ کیپٹل ہل میں ملکی اور غیر ملکی مسائل پر غوروخوض کا طریقہ کار ایک جامع نظام کی عکاسی کرتا ہے۔ ممتاز تحقیقی اداروں کے نمائندوں سے تبادلہ خیال سے دنیا بھر میں امریکی پالیسیوں کا گہرا شعور حاصل ہوتا ہے۔ جان ہاپکنز یونیورسٹی میں ڈاکٹر فوکویاما کا عالمانہ خطاب اور اس کے بعد گفتگو اور بحث ومباحثہ ہمارے لئے علم وآگہی کا ذریعہ بنا۔ اس طرح کی ملاقاتوں اور تبادلہ خیال سے حقائق اور اعداد وشمار پر مبنی امریکہ کے خارجہ تعلقات کی ایک بہت متوازن تصویر ابھر کر سامنے آئی۔

نیویارک شہر میں ہمارے پروگرام کا تعلق زیادہ تر امریکہ کی خارجہ پالیسی کے حوالے سے اقوام متحدہ اور اس کے مختلف اداروں کے کردار سے تھا۔ اقوام متحدہ کے صدر دفتر کے اردگرد مختلف مشنوں کے دفاتر ہیں۔ یہاں پوری طرح اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا بین الاقوامی ادارہ مختلف شعبوں میں کس طرح کام کر رہا ہے یہاں جو مشن کام کر رہے ہیں، ان میں اقوام متحدہ میں امریکہ کا مشن، یواین ایڈ، امریکی کونسل برائے بین الاقوامی تجارت اور یواین اے۔ یوایس اے شامل ہیں۔ وال اسٹریٹ اور ''بُل'' ملک کی اقتصادی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ دنیا کے مالیاتی مرکز سے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کا منظر ایک دلدوز تاثر پیدا کرتا ہے۔ یہ وہی عمارت تھی، جو کبھی امریکہ کی اقتصادی طاقت کی عکاسی کرتی تھی۔ نیویارک کو بجا طور پر دنیا کا سب سے متحرک اور ایک عالمی شہر کہا جا سکتا ہے۔

انڈیانا پولس امریکہ کے وسطی مغربی حصے میں واقع ہے اور زراعت، کار ریس اور بیس بال کیلئے خاص طور پر مشہور ہے۔ یہاں جن حکام سے ملاقاتیں ہوئیں، ان میں زیادہ تر ریاست انڈیانا کے کانگریس کے نمائندے شامل تھے۔ یہ بات میرے لئے بڑی حیران کن تھی کہ امریکہ کی تمام ریاستوں کے الگ الگ ایوان نمائندگان اور سینٹ ہیں۔ ریاست کا سربراہ گورنر کہلاتا ہے۔ جب میں اپنے ملک میں امریکی آئین کا مطالعہ کر رہی تھی تو مجھے یہ معلومات نہیں ملی تھیں۔ ہر ریاست اپنی پالیسیاں خود بناتی ہے اور پھر صدر باضابطہ طور پر ان کی منظوری دیتا ہے۔ داخلی سلامتی کے محکمے اور نیشنل گارڈز کے نمائندوں سے ملاقاتوں میں خاص طور پر زمانہ امن اور ہنگامی حالات میں ریاستوں کی سرگرمیوں پر بات ہوئی جن میں ریٹا اور قطرینا طوفان کا خاص طور پر ذکر ہوا۔ ATTERBURY کیمپ میں دی جانے والی تربیت سے پتہ چلا کہ امریکی فوج ہر قسم کی صورتحال کا سامنا کرنے کے لئے کس طرح تیاری کرتی ہے۔ ایک تحقیقی ادارے میں ہائی اسکول اور یونیورسٹی کے طلباء سے ملاقات ہوئی جس سے امریکہ کی نئی نسل کے خیالات معلوم کرنے کا موقع ملا۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ 9/11 کے بعد طلباء کے نصاب تعلیم میں ردوبدل کیا گیا ہے اور اس میں خارجہ پالیسی کے امور پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

سان ڈیاگو، کیلیفورنیا ہماری آخری منزل تھی۔ یہاں مختلف ملاقاتوں میں جو موضوعات زیر بحث آئے وہ امریکہ کی خارجہ پالیسی پر امیگریشن کے اثرات کے بارے میں تھے۔ مختلف اداروں کے نمائندوں سے ملاقاتوں میں سیاحت اور برآمدات سے متعلق امور بھی گفتگو کا لازمی حصہ تھے۔

■ امریکی تاریخ اور ثقافت

واشنگٹن میں حکام سے ملاقاتوں کے علاوہ مجھے اس بات کا مشاہدہ کرنے کا بھی موقع ملا کہ امریکی لوگ اپنی شاندار ثقافت، تاریخ اور روایات کی کتنی حفاظت کرتے ہیں۔ یادگار واشنگٹن، اسمتھسونین میوزیم اور صدور کی یادگاریں قابل دید مقامات ہیں۔ لنکن میموریل اور جیفرسن میموریل ان دونوں رہنماؤں کی جمہوریت پسندی اور امن پسندی کے اصولوں کی یاد تازہ کرتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کی امریکی پالیسیوں میں ان اصولوں کی عکاسی نہیں ہوتی۔ امریکہ کے لوگوں نے جدت پسندی اور روایت پسندی میں توازن قائم کر رکھا ہے۔ لائبریری آف کانگریس امریکیوں کے بزرگوں خصوصاً تھامس جیفرسن کے علم وتدبر کی عکاسی کرتی ہے جس کے عظیم کتب خانے کی مدد سے لائبریری آف کانگریس قائم کی گئی تھی۔

انٹرنیشنل وزیٹر لیڈر شپ کے شرکاء نیویارک میں بروکلین کے مشہور پل کے پاس کھڑے ہیں

(فوٹو خبر و نظر)

(اس مضمون کی مصنفہ نے اکتوبر 2005ء میں محکمہ خارجہ کے انٹرنیشنل وزیٹرز لیڈرشپ پروگرام کے تحت امریکہ کا دورہ کیا تھا۔ درج بالا مضمون اس دورہ کے حوالے سے ان کے تاثرات پر مبنی ہے۔)

نیویارک، متحرک اور اچھوتے انداز میں امریکی ثقافت کی عکاسی کرتا ہے۔ یہاں طرز زندگی نہایت جدید اور تیز رفتار ہے۔ یہاں جگہ جگہ براڈوے جیسے اعلیٰ ترین پروفیشنل طرز کے میوزیکل تھیٹر موجود ہیں۔ شہر میں جگہ جگہ دلکشن اشتہارات نت نئے فیشن اور ہالی ووڈ کی فلموں کی تشہیر کرتے نظر آتے ہیں۔ ٹائم اسکوائر کے آس پاس کئی مشہور ریستوران ہیں جس سے ماحول اور زیادہ پرکشش بن گیا ہے۔

ایک بڑا دلچسپ تجربہ انڈیاناپولس میں ایک فیملی کے ساتھ کھانا کھانا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ امریکیوں کے طرز زندگی سے آگاہی حاصل کی جائے۔ یہاں کے لوگ زیادہ روایت پرست ہیں۔ یہاں کے سیاحتی مقامات زیادہ روایتی ہیں اور ریاست خاموش اور پرسکون ہے۔ یہاں قدیم روایات کی جھلک ملتی ہے، شہر میں تاریخی مقامات کو اچھی طرح محفوظ رکھا جا رہا ہے۔

امریکی، اپنی ثقافتی اقدار کے مطابق خوش اخلاق اور مہذب لوگ ہیں۔ میرے سمیت مسلمانوں کی سہولت کی خاطر الوداعی دعوت کے طور پر لنچ کی بجائے ڈنر کا اہتمام کیا گیا جو نہایت مستحسن بات محسوس ہوئی۔ اس سے دوسرے معاشروں کے لوگوں کی روایات اور طور طریقوں کے لئے امریکیوں کے احترام کا اظہار ہوتا ہے۔

■ تفریح

واشنگٹن سے نیویارک تک بس کا سفر بھی ایک منفرد تجربہ تھا۔ اس سفر سے ہمیں امریکہ کے بنیادی ڈھانچے کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔ نیویارک جو سربفلک عمارتوں کا شہر ہے، دن رات جگ مگ جگ مگ کرتا رہتا ہے۔ آپ جونہی اس شہر میں داخل ہوتے ہیں، لگتا ہے نئی دنیا میں آگئے ہیں۔ یہ شہر جدید ترین عمارتوں اور قدرتی مناظر کا حسین امتزاج ہے۔ اس مصروف ترین شہر کے قلب میں سنٹرل پارک ہے، جو آرام وسکون اور مناظر فطرت سے لطف اندوز ہونے کا خوبصورت ذریعہ ہے۔ یہاں مجسمہ آزادی، بروکلن پُل، مین ہیٹن پُل اور دریائے ہڈسن جیسے مسحور کن مقامات ہیں۔

سان ڈیاگو جاتے ہوئے ہم نے شکاگو کے اوہئر ایئرپورٹ تک عبوری پرواز میں سفر کیا۔ یہ جگہ اس ریاست کے متحرک طرز زندگی کی حقیقی عکاسی کرتی ہے۔ سان ڈیاگو امریکہ میں سیاحت اور تجارتی سرگرمیوں کے لئے مشہور ہے۔ یہ میکسیکو کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں سان ڈیاگو کا عظیم چڑیا گھر LAJOLLA BEACH اور SEA WORLD جیسے مشہور مقامات ہیں۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ شہر میں سفر کے لئے ایک ٹرالی چلتی ہے۔ پورے شہر کا منظر خوبصورت ہے، جہاں اونچے اونچے پل، دریا اور ساحلی مقامات ہیں اور سیاحوں کی دلچسپی اور تفریح کے تمام لوازمات موجود ہیں۔

امریکی قوم کو کئی چیزوں کے لئے داد دی جاسکتی ہے۔ اول، امریکی لوگ بڑے مسافر نواز اور دوست دار ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ہم وطنوں اور غیرملکیوں سب سے اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ دوم، چونکہ میں رمضان المبارک میں امریکہ گئی تھی اس لئے انہوں نے پروگرام بناتے وقت میری نماز اور روزوں کا خاص خیال رکھا۔ مذہبی شعائر کی پابندی اور روزمرہ کے امور نمٹانے کے سلسلے میں انہوں نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی۔ امریکہ دنیا بھر کی تہذیبوں کے سنگم کی حیثیت رکھتا ہے جہاں لوگ آزادی سے اپنے عقائد پر عمل کر سکتے ہیں۔ سوم میں نے امریکیوں کو بڑی منظم قوم پایا اور میرا خیال ہے کہ ان کی عظیم طاقت بننے کی بڑی وجہ یہی ہے۔ ان کے کام اور تفریح کے اوقات مقرر ہیں۔ خود ہمارا دورہ بھی اسی بات کا ثبوت ہے ہم نے ایک مہینے کے پروگرام میں اتنا کچھ سیکھا اور سفر کیا۔ امریکہ میں اختتام ہفتہ کی چھٹیاں پوری طرح تفریح کیلئے مخصوص ہوتی ہیں لیکن اس کے بعد پیر سے جمعہ تک خوب کام کیا جاتا ہے۔ چہارم، امریکی شاپنگ کرتے ہوئے اور روزمرہ کے امور نمٹاتے ہوئے ایک دوسرے سے مروت سے پیش آتے ہیں۔ ہماری رہنمائی کے لئے جو کارکن متعین تھے اور جنہیں انگلش لیگویج آفیسرز بھی کہا جاتا ہے، ان کا رویہ نہایت متاثر کن تھا۔ ان کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ ہمارے پورے گروپ کا زیادہ سے زیادہ بہتر طریقے سے خیال رکھیں۔ یہ سب کچھ منتظمین کے ساتھ اور خود آپس میں متوازن رابطے کے ذریعے ممکن تھا۔ پنجم، امریکی، تنقید اور تعریف کرتے ہوئے بخل سے کام نہیں لیتے۔ ششم، امریکی قوم انتہائی تہذیب یافتہ قوم ہے۔ اور اس نے جاذب نظر طریقے سے اور حقیقت پسندی کے ساتھ اپنی ثقافت اور تاریخ کو محفوظ رکھا ہوا ہے۔ امریکہ کے عجائب خانے، پارک اور چڑیا گھر، اپنے اندر پوری دنیا سمیٹے ہوئے ہیں۔ ہفتم، امریکی سسٹم خاصا پیچیدہ ہے کیونکہ امریکہ ایک بہت بڑا ملک ہے دوسرے وہ متحرک بھی بہت ہے اور مجھے اس بات کا اعتراف کرنا چاہئے کہ یہ امریکیوں کی صلاحیتوں کا ثبوت ہے کہ وہ ترقی بھی کر رہے ہیں اور اپنا انفرادی اور اجتماعی تشخص بھی برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ہشتم، امریکی صدور کی یادگاریں اور امریکہ کا سیاسی نظام دیکھنے کے بعد یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک کی بنیادیں رکھنے والے لوگ اعلیٰ درجے کے مدبرین تھے۔

میرا اپنا خیال ہے کہ امریکہ کی نوجوان نسل دوسرے ملکوں میں اپنے تاثر کے بارے میں بہت حساس ہے۔ انڈیاناپولس کے ایک ہائی اسکول کے طلباء اور تحقیقی اداروں کے یونیورسٹی کے طلباء، ہم سے پوچھتے تھے کہ 9/11 کے حوالے سے دنیا کے مختلف حصوں میں ان کے بارے میں کیا تاثر پایا جاتا ہے۔ یہ دیکھنا ہوگا کہ امریکہ جو ایک آگے کی طرف دیکھنے والا ملک ہے ان مسائل سے کس طرح نمٹتا ہے۔ اگر دنیا، جمہوریت، انسانی حقوق اور شہری آزادیوں کے لئے آواز بلند کرنے والے امریکہ کے مثالی نمونے سے محروم ہو جاتی ہے تو یہ امریکہ اور عالمی نظام دونوں کے لئے نقصان دہ ہوگا۔

امریکہ ایک بڑی طاقت ہے اور وہ بین الاقوامی سیاست میں اہم کردار ادا کرتا رہے گا۔ یہ بات نہایت اہم ہے اور وقت کا تقاضا ہے کہ پاکستان جو خود بھی اپنے قیام کے وقت سے امریکہ کے لئے بہت اہم رہا ہے، 21 ویں صدی میں باہمی تعلقات مضبوط بنانے کیلئے نئے امکانات تلاش کرے۔ عالمگیریت کے اس دور میں ایک دوسرے پر انحصار، سفارتی تعلقات کا ایک اہم جزو ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غلط فہمیاں اور عدم تحفظ آج کے دور کے مشترکہ مسائل ہیں۔ اس لئے تہذیبوں کے تصادم کی بجائے تہذیبوں کے امتزاج پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔ میرا امریکہ کا پہلا دورہ میرے لئے علم وعرفان کا ذریعہ ثابت ہوا ہے۔

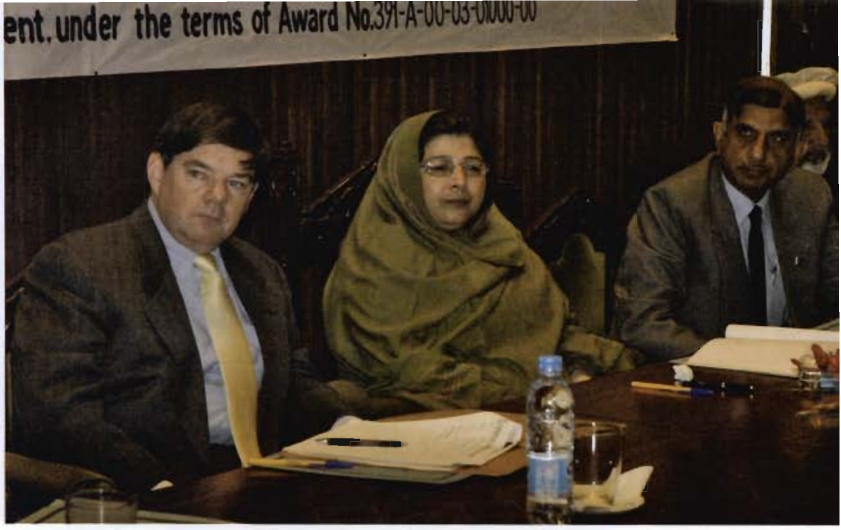

بھارا کہو، اسلام آباد میں یو ایس ایڈ اور ای ایس آر اے کے زیر اہتمام
اسکولوں کی بہتری کے لئے دی جانے والی تقریب میں امریکی سفارتخانہ کے
پبلک افیئر آفیسر جیمز ولیمز شریک ہیں

(فوٹو خبرونظر)

وفاقی وزیر مملکت برائے تعلیم انیسہ زیب یو ایس ایڈ اور
ای ایس آر اے کی تقریب میں اظہار خیال کر رہی ہیں

فوٹو گیلری

(فوٹو خبرونظر)

امریکی پریس اتاشی الیزبیتھ او کولٹن
پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن کی ٹریننگ اکیڈمی میں
زیر تربیت پروڈیوسرز سے خطاب کر رہی ہیں

(فوٹو خبرونظر)

امریکہ کی جانب سے پاک فوج کو 8 کوبرا ہیلی کاپٹروں کی فراہمی

(AP Photo)

امریکی سفیر نے پاکستان کے ساتھ امریکہ کی طویل مدت اورتزویراتی وابستگی کا اعادہ کیا

پاکستان میں امریکہ کے سفیر رائن سی کروکر نے جمعہ 2 فروری 2007ء کو آٹھ کوبرا AH1-F ہیلی کاپٹر اسلام آباد کے قریب قاسم ایئربیس پر پاک فوج کے حوالے کئے۔ یہ ہیلی کاپٹر رات کے وقت حملہ کرنے کی صلاحیت سے لیس ہیں۔ یہ ہیلی کاپٹرز 50 ملین ڈالر مالیت کی فوجی امداد کے پروگرام کا حصہ ہیں جس کے تحت پاکستان کی فوج کو 20 نوتزئین شدہ ہیلی کاپٹر فراہم کئے جائیں گے۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے امریکی سفیر رائن سی کروکر نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کے کردار کا تذکرہ کیا اور پاکستان کے ساتھ امریکہ کی طویل مدت اورتزویراتی وابستگی کا اعادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم دہشت گردی کے کے خلاف جاری جنگ میں پاکستان کی حقیقی قربانیوں سے آگاہ ہیں اور انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ القاعدہ کی بیشتر اہم گرفتاریاں پاکستان کے تعاون کے باعث ممکن ہوئیں۔

رائن سی کروکر نے کہا کہ پاکستان نے افغان سرحد پر 80 ہزار فوجی تعینات کئے ہیں، انسداد دہشت گردی کی کارروائیوں میں 700 سے زیادہ جنگجوؤں کو ہلاک کیا ہے اور دہشت گردی کے خلاف جنگ سے متعلقہ کارروائیوں میں پاکستان کے 400 سے زیادہ بہادر پاکستانیوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔

ان مکمل طور پر نوتزئین شدہ کوبرا AH1-F ہیلی کاپٹروں سے پاکستان کی فوج کو رات کے وقت کارروائی کرنے کی اعلیٰ صلاحیت حاصل ہوجائے گی۔ کوبرا ایک جدید اور کثیر المقاصد ہیلی کاپٹر ہے اور مختلف ہتھیار لے جانے کی صلاحیت سے آراستہ ہے۔ ان آٹھ کوبرا ہیلی کاپٹروں سے پاکستان کے 19 کوبرا ہیلی کاپٹروں کا بیڑا مزید مضبوط ہوگا جو قبل ازیں امریکہ سے حاصل کئے گئے تھے۔

امریکی سفیر نے کہا کہ یہ ہیلی کاپٹر دہشت گردی کے خلاف ہماری مشترکہ جنگ میں اہم ہتھیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے پاکستان کے دفاع کا بھی عزم کر رکھا ہے۔ گزشتہ سال پاکستان کو ایف سولہ طیاروں کی فروخت اور اب کوبرا ہیلی کاپٹروں کی فراہمی امریکہ کی پاکستان کے ساتھ تزویراتی اشتراک کے تمام پہلوؤں میں طویل مدت وابستگی کا مظہر ہے۔

امریکی سفیر رائن سی کروکر نے اس موقف کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ پاکستان اور امریکہ کی حکومتیں انسداد دہشت گردی میں ایک دوسرے سے قریبی تعاون کر رہے ہیں اس لئے حکومت امریکہ نے امریکی کانگریس میں حالیہ قانون سازی کی بعض شقوں کی مخالفت کی ہے جس کے تحت پاکستان کو امداد کیلئے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہوسکتی ہے۔ ایسی شرائط امریکہ اور پاکستان کے درمیان تزویراتی تعلقات کیلئے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہیں۔

افریقی نژاد امریکی باشندوں

نے امریکہ میں اپنا جائز مقام حاصل کرنے کی طرف نمایاں پیش رفت کی ہے

امریکی سفارتکار کی جانب سے شہری حقوق کی تحریک کے بارے میں فاطمہ جناح یونیورسٹی میں ایک لیکچر

(فوٹو خبر و نظر)

(فوٹو خبر و نظر)

امریکی سفارتخانہ میں تعینات ایک سینئر سفارتکار لنگریڈ اسمتھ رالنگز نے 15 فروری 2007ء کو فاطمہ جناح یونیورسٹی برائے خواتین راولپنڈی میں امریکہ میں سیاہ فام باشندوں کی تاریخ کے مہینہ کے حوالے سے اظہار خیال کیا۔ ان کی تقریر کا موضوع "1960ء کی دہائی میں شہری حقوق کی تحریک ۔ایک سیاہ فام خاتون کی نظر سے، تب اور آج" تھا۔

لنگریڈ رالنگز نے اپنی تقریر میں کہا کہ ساٹھ کی دہائی میں پریس نے شہری حقوق کی جدوجہد کے دوران رونما ہونے والے ہولناک واقعات کو پوری قوم کے سامنے پیش کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا کیونکہ متعدد دھرنوں، بائیکاٹ، مارچ اور احتجاج کے دوسرے حربوں کو قوم کے سامنے ٹی وی پر رات کے خبرناموں میں نشر کیا جاتا۔ اب ساٹھ کے عشرہ سے کہیں آگے ترقی ہو چکی ہے۔ تب سے مساوات اور مکمل شناخت کی جدوجہد کو اس دور سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جب افریقی نژاد امریکی اور دیگر اقلیتیں ایک زیادہ منصفانہ معاشرہ کی جانب گامزن تھے۔

مس رالنگز نے 1619ء سے افریقی نژاد امریکیوں کی تاریخ کا اجمالی جائزہ لیتے ہوئے نشاندہی کی کہ برابری کے سلوک کی جدوجہد سیاہ فام امریکیوں کی نفسیات اور خاندان کے تاروپود کیلئے نہایت تباہ کن اور ذلت آمیز تھی۔ 1960ء کے عشرہ کے دوران اقتصادی، سماجی، قانون سازی اور سیاسی ترقی کی شرح پوری آبادی کیلئے کہیں زیادہ قابل ذکر تھی۔ بہت سے افریقی نژاد امریکی باشندوں نے یہ سوچنا شروع کر دیا تھا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ان طور طریقوں کو بدلنے پر آمادہ ہے جس سے تمام شہریوں کیلئے زیادہ آزادی اور انصاف میسر آئے گا۔

امریکہ میں ہر سال فروری کے مہینہ میں غلامی، تعصب اور غربت جیسی مہیب رکاوٹوں کو عبور کرنے کے حوالے سے لاکھوں امریکی باشندوں کی جدوجہد اور کامیابیوں کو یاد کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قومی ثقافتی اور سیاسی زندگی میں اُن کے کردار کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔ 2007ء میں

(فوٹو خبر و نظر)

امریکی تاریخ کی سالانہ تقریبات کی 81 ویں سالگرہ بھی تھی کیونکہ 1926ء میں ایک ممتاز دانشور اور مورخ کارٹر جی ووڈسن نے سیاہ فام باشندوں کی تاریخ کا ہفتہ منانے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

امریکی سفارتکار رالنگز نے مزید کہا کہ آزادی، انصاف اور مساوات کیلئے جدوجہد ایک چیلنج تھا۔ ہر نسل کو مکمل شہریت کیلئے یہ لڑائی جاری رکھنا پڑی۔ ہر نسل کو قوم اور دنیا کو سب کیلئے ایک بہتر جگہ بنانے کیلئے خود کو نئے سرے سے وقف کرنا پڑا۔ آج افریقی نژاد امریکی باشندوں کی جدوجہد ہمارے اندرونی شہروں اور دیہی علاقوں میں معاشی مواقع کے حصول کیلئے ہے۔ لیکن ہم نے امریکہ میں اپنا جائز مقام حاصل کرنے کی طرف نمایاں پیش رفت کی ہے۔

اس موقع پر امریکی سفارتخانہ کے شعبہ امور عامہ نے ایک خصوصی نمائش کا بھی اہتمام کیا تھا جس میں شہری حقوق کی تحریک کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا تھا۔ انٹرنیٹ پر دستیاب اس موضوع کے ماخذ کے حوالے سے ایک کمپیوٹر پریزنٹیشن بھی پیش کی گئی۔

فروری

امریکی سیاہ فام باشندوں کی تاریخ کا مہینہ

ہر سال فروری میں افریقی امریکیوں کی خدمات کو اجاگر کیا جاتا ہے

امریکہ میں فروری کے مہینہ کو "سیاہ فاموں کی تاریخ کا مہینہ" کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے ان لاکھوں امریکی باشندوں کی جدوجہد اور کامیابیوں کی یاد تازہ کی جاتی ہے اور ان کے کارناموں پر روشنی ڈالی جاتی ہے، جنھوں نے مشکل ترین حالات، غلامی، تعصب اور غربت کے خلاف جدوجہد کی اور کامیابیاں حاصل کیں۔ اس کے علاوہ امریکہ کی ثقافت اور سیاسی زندگی میں سیاہ فاموں کی خدمات بھی اجاگر کی جاتی ہیں۔

آج سے 81 سال پہلے کارٹر جی ووڈسن نے، جو ایک ممتاز دانشور اور مورخ تھا، 192 میں "سیاہ فاموں کی تاریخ کا ہفتہ" منانے کا آغاز کیا۔ اُس نے فروری کا دوسرا ہفتہ منتخب کیا تھا کیونکہ یہ ہفتہ صدر ابراہام لنکن اور غلامی ختم کرنے کے علمبردار فریڈرک ڈگلس دونوں کی سالگرہ کا ہفتہ ہے۔

1976 میں امریکہ کی آزادی کے دوسو سال مکمل ہونے کے موقع پر اس ہفتے کی تقریبات کو پورے مہینے تک پھیلا دیا گیا۔ صدر جیرالڈ آر فورڈ نے اس موقع پر امریکیوں پر زور دیتے ہوئے کہا تھا: "ہمیں چاہیے کہ ہم ان خدمات کا اعتراف کریں، جو سیاہ فام امریکیوں نے ہماری تاریخ کے ہر دور میں ہر شعبہ زندگی میں انجام دیں اور جنھیں اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔"

کارٹر جی ووڈسن ورجینیا میں سابق غلام ماں باپ کے گھر پیدا ہوا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ افریقی امریکیوں نے جو جدوجہد کی ہے اور جو کامیابیاں حاصل کی ہیں، انھیں نظر انداز کیا جا رہا ہے یا صحیح تناظر میں پیش نہیں کیا جا رہا۔ چنانچہ اس نے افریقی امریکیوں کی زندگی اور تاریخ کے مطالعہ کی تنظیم ASALH قائم کی۔ یہ تنظیم تاریخی تحقیق کے لئے فنڈز فراہم کرتی ہے، ایک ماہانہ رسالہ شائع کرتی ہے اور ہر سال "سیاہ فاموں کی تاریخ کا مہینہ" کا موضوع منتخب کرتی ہے۔

ASALH کا صدر دفتر واشنگٹن میں ہے، جہاں ووڈسن نے 1915 سے لیکر 1950 میں اپنے انتقال تک زندگی گزاری تھی۔ اُس کے مکان کو ایک قومی یادگار قرار دیا جا چکا ہے۔

ASALH تنظیم کے موجودہ صدر جان فلیمنگ نے، جو Cincinnati میوزیم سنٹر کے عجائب خانوں کے نائب صدر بھی ہیں ایک انٹرویو میں بتایا کہ 2007 کیلئے اس مہینے کا موضوع ہے: "غلامی سے آزادی تک - امریکہ میں رہنے والے افریقی" یہ موضوع ممتاز مورخ جان ہوپ فرینکلن کی 1947 کی کتاب "غلامی سے آزادی تک" سے لیا گیا ہے۔

جان فلیمنگ نے کہا کہ سیاہ فاموں کی جدوجہد شروع سے ہی ہماری تاریخ کا ایک مستقل حصہ رہا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب ہم سیاہ فاموں کا مہینہ منائیں تو ان کی تاریخ کے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں پر توجہ مرکوز کریں۔ ہم افریقہ میں پکڑے جانے سے پہلے غلام نہیں تھے۔ اور اگرچہ امریکہ میں 250 سال تک غلامی ہماری تاریخ کا حصہ ہے، لیکن ہم سو سال سے زیادہ عرصہ سے غلامی سے آزادی حاصل کر چکے ہیں اور اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ مَیں غلامی کے عرصے کی اہمیت گھٹانا نہیں چاہتا بلکہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ غلامی کا موضوع ہی سب کچھ نہیں۔

مَیں نے بہت سے شعبوں میں سیاہ فاموں کو ترقی کرتے دیکھا ہے۔ کانگریس کے تقریباً 10 فیصد ممبران سیاہ فام ہوتے ہیں۔ اسی طرح امریکہ بھر میں سینکڑوں سیاہ فام میئرز ہیں۔ سیاہ فام متوسط طبقہ میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ تاہم ابھی بہت سے بڑے بڑے مسائل باقی ہیں۔ ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ شہری علاقوں میں اکثر سیاہ فام مستقل غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ غربت کا یہ سلسلہ ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ اسی طرح دیہی علاقوں میں بھی کئی جگہوں پر غربت پائی جاتی ہے، مثلاً مسسپی ڈیلٹا کے علاقے میں۔

مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ ایک نیا نیشنل افریقن امریکن میوزیم قائم کیا جا رہا ہے، جس سے افریقی امریکیوں کی تاریخ پر زیادہ مفصل طریقے سے روشنی پڑے گی۔ یہ میوزیم یادگار واشنگٹن کے قریب نیشنل مال پر قائم کیا جا رہا ہے۔ اس کے قیام کی صدر جارج ڈبلیو بش نے 2003 میں منظوری دی تھی۔

لوگوں کو سیاہ فاموں کی تاریخ کا صحیح علم نہیں۔ اگر آپ نوجوانوں سے بات کریں، جن میں کالے اور گورے دونوں شامل ہیں، تو بڑا دکھ ہوتا ہے کہ انھیں افریقی امریکیوں کی تاریخ کا کچھ پتہ نہی۔ یہ صرف نوجوانوں تک محدود نہیں، پوری آبادی کا یہی حال ہے۔ کارٹر جی ووڈسن نے اسی وجہ سے "سیاہ فاموں کی تاریخ کا ہفتہ" کی بنیاد رکھی تھی۔

مَیں سمجھتا ہوں سال کے کسی بھی دوسرے حصے کی نسبت فروری میں افریقی امریکیوں کی تاریخ کو زیادہ توجہ ملتی ہے اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ ہم لوگوں کو، جن کا اس موضوع سے تعلق ہے، اس بات پر زور دینا چاہیے کہ محض فروری تک محدود کرنے کے بجائے سال بھر سیاہ فاموں کی تاریخ کا مطالعہ جاری رہنا چاہیے۔

ہر سال صدر امریکہ "سیاہ فاموں کا مہینہ" کے موقع پر، جسے افریقی امریکی تاریخ کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے، ایک پیغام جاری کرتے ہیں اور وائیٹ ہاؤس میں ایک تقریب کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ امریکی ریاستوں اور شہروں میں بھی تقریبات ہوتی ہیں اور ذرائع ابلاغ بھی سیاہ فاموں کی تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

صدر بش نے اس سال 26 جنوری کو جاری کردہ اپنے پیغام میں کہا: "سیاہ فام امریکی، کئی نسلوں سے امریکہ کا جزو لاینفک بن چکے ہیں اور ان کی خدمات کی بدولت امریکہ مضبوط سے مضبوط تر ہوا ہے۔ ہم نے جو پیشرفت کی ہے، تمام امریکی اس پر فخر کر سکتے ہیں لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔"

افریقی امریکیوں کی زندگی اور تاریخ کے بارے میں معلومات ASALH ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ Carter G. Woodsn,Father of Black History and African Americans کی ویب سائٹ پر بھی اس کے متعلق معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

پاکستانی نژادامریکی ڈاکٹرز

پاکستان میں شعبہ صحت میں ترقی

کی امریکی کوششوں میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں: سفیر رائن سی کروکر

پاکستانی نژادامریکی ڈاکٹروں کا ایک وفد اسلام آباد میں صحافیوں کو ایسوسی ایشن آف فزیشنز آف پاکستانی ڈیسنٹ آف نارتھ امریکا (APPNA) کے زیر اہتمام 27ویں سالانہ سرمائی کانفرنس 2006ء سے متعلق تفصیلات سے آگاہ کر رہا ہے۔

پاکستان میں امریکہ کے سفیر رائن سی کروکر نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پاکستانی نژادامریکی ڈاکٹر امریکہ میں خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بھی صحت کے شعبہ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

امریکی سفیر رائن سی کروکر جمعرات 21 دسمبر 2006ء کو راولپنڈی میڈیکل کالج میں ایسوسی ایشن آف فزیشنز آف پاکستانی ڈیسنٹ آف نارتھ امریکہ (اپنا) کے 27ویں سالانہ سرمائی کانفرنس 2006ء میں اظہار خیال کر رہے تھے۔ مہمان خصوصی وزیراعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔

رائن سی کروکر نے کہا کہ پاکستانی نژادامریکی ڈاکٹر امریکہ میں طب کے شعبہ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور پاکستان میں صحت کے شعبہ میں امریکی کوششوں میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔

ساڑھے دس ہزار پاکستانی نژادامریکی ڈاکٹروں کی نمائندہ تنظیم "اپنا" کا ایک وفد راولپنڈی میں صحت عامہ کے موضوع پر ہونے والی ایک کانفرنس میں شرکت کر رہا ہے اور امریکی نائب وزیر خارجہ برائے پبلک سفارتکاری وامور عامہ کیرن ہیوز کے تیار کردہ ایک پروگرام "سٹیزن ڈائیلاگ" میں بھی حصہ لے رہا ہے جس میں یہ ڈاکٹرز امریکہ میں اپنی زندگی کے تجربات کے حوالے سے بات چیت کریں گے۔

اپنے دورہ سے قبل متعدد پاکستانی نژادامریکی ڈاکٹروں نے امید ظاہر کی کہ وہ پاکستانی اور امریکی عوام کے درمیان ایک پُل کا کردار ادا کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اکثر اوقات امریکیوں کو پاکستان اور اسلام کے بارے میں آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ تاہم وہ اسے ایک مثبت کردار کے طور پر دیکھتے ہیں اور ایک سنجیدہ ذمہ داری گردانتے ہیں۔

متعدد پاکستانی نژادامریکی ڈاکٹروں نے جن میں ڈاکٹر پرویز عصمت، ڈاکٹر فرزد نجم اور ڈاکٹر عبدالرشید پراچہ شامل ہیں پاکستان میں اکتوبر 2005ء کے زلزلہ کے بعد خدمات سرانجام دیں اور مظفر آباد کے قریب متاثرین زلزلہ کی انتہائی دیکھ بھال کی۔

ڈاکٹروں کے اس گروپ میں رے محمود اور ان کی اہلیہ شائستہ محمود بھی شامل ہیں جنہوں نے اسکولوں کی دوبارہ تعمیر اور پاکستان اور دوسرے ملکوں میں بچوں کی مدد کیلئے عطیات اکٹھے کئے۔ "اپنا" تنظیم کے صدر ڈاکٹر عبدالرشید پراچہ نے بھی اس موقع پر خطاب کیا۔

Pakistani American Doctors Contribute To U.S. Efforts TO DEVELOP HEALTH SECTOR IN PAKISTAN: Ambassador Crocker

Pakistani-American doctors briefing a group of journalists about the 27th Annual Winter Conference 2006 of the Association of Physicians of Pakistani Descent of North America (APPNA) in Islamabad.

(KN Photo)

U.S. Ambassador to Pakistan Ryan C. Crocker has acknowledged the services rendered by the Pakistani American doctors in the United States and their contributions towards health sector in Pakistan.

He was speaking at the 27th Annual Winter Conference 2006 of the Association of Physicians of Pakistani Descent of North America (APPNA) at the Rawalpindi Medical College (RMC) on December 21. The Chief Guest, Chaudhry Pervez Ellahi, Chief Minister of Punjab also addressed the conference.

"Pakistani American doctors play an important role in the U.S. medical profession and contribute to U.S. efforts to develop the health sector in Pakistan," Ambassador Crocker remarked.

Representing a group of 10,500 physicians of Pakistani descent in the United States, the APPNA doctors attended this healthcare conference in Rawalpindi and also took part in a "Citizen Dialogue," developed by U.S. Under Secretary of State for Public Diplomacy Karen Hughes, narrating their experiences of what it is like to live in the United States.

In their pre-visit remarks, several doctors had expressed the hope to build a bridge between Pakistani and the American people. They said that they explain things about Pakistan and about Islam to Americans often. But they viewed this as a positive role and take it as a serious responsibility.

Several Pakistani-American doctors including Dr. Parvez Asmat, Dr. Farzad Najam and Dr. Abdul Rashid Piracha worked in Pakistan after the October 2005 earthquake, giving acute care to victims near Muzaffarabad. The doctors are also joined by Ray Mahmood and his wife Shaista, who together have raised money to help build schools and help children in Pakistan and other countries. President APPNA Dr. Abdul Rashid Piracha also spoke on the occasion.